OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

توہینِ رسالت کے قانون پر معاصر فقہی اختلافات: چاروں مکاتبِ فکر کا تقابلی و تنقیدی جائزہ

Contemporary Juristic Debates on Blasphemy Law: A Comparative and Critical Analysis of the Four Sunni Schools of Jurisprudence

Dr. Tahira Munawwar

Admin Officer, University of Education, Lower Mall Campus Lahore

Abstract

This study examines the classical foundations of blasphemy rules, legal classification of these rules, & conditions under which punishment is applied in our Islamic law. This article presents a comparative and critical study of juristic disagreements regarding the law of blasphemy in the light of the four major Sunni schools of Islamic jurisprudence i.e. Hanafi, Maliki, Shafi 'i, and Hanbali. It explains juristic debates, Tawbah's evidentiary requirements, and authority of the state in implementing punishment to offender who may be Muslim or Non-Muslim and the limits of their action.

This research further analyses contemporary scholars' interpretation in the context of modern legal systems, human rights, and evolves socio-political realities. We have critically evaluated the arguments of each school and their modern applications so that the study could highlight significant differences in legal reasoning and methodology. It is also concluded that although the protection of the Prophet's honor is accepted principle in Islamic tradition, but the procedural

CC BY

framework, judicial conditions, and implementation of punishment are always remained subject to interpretive diversity. This diversity reflects the dynamic nature of Islamic jurisprudence and judicial standards which are responsible in addressing sensitive religious matters in societies.

Keywords: Blasphemy Law, Islamic Jurisprudence (Fiqh), Contemporary Juristic Disagreements, Schools of Islamic Law, Hanafi, Maliki, Shafi'i, Hanbali, Tawbah, Evidentiary Standards, Authority of the State, Judicial Procedure, Comparative and Critical Study.

تعارف

توہین رسالت اور بے حرمتی کے معنی اسلامی شرح کے تحت بے حرمتی و کفر گوئی کی اصطلاح کا اطلاق خاص اعمال کلمات یا تحریرات پر ہوتا ہے اس زمرے میں مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک یا سب کے سب آتے ہیں۔ رسولِ اکرم حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس، صفات، اقوال، افعال، یا دینِ اسلام کے کسی شعائر کی دانستہ بے ادبی، گستاخی یا تحقیر کرنا۔ رسول اللہ کو تحریر میں یا زبان سے گالی دینا یا ان کی بے عزتی کرنا اور ان کے یا ان کے اہل بیت کے بارے میں تحقیری یا ذلت امیز کلمات کہنا ، رسول اللہ کے وقار و عزت پر بد زبانی کر کے حملہ کرنا، ان کو بدنام کرنا یا جب ان کا نام آئے برا منہ بنانا، ان کے لیے ان کے اہل بیت ان کے صحابہ اور مسلمانوں کے لیے عداوت یا نفرت کا اظہار کرنا، رسول اللہ اور ان کے اہل بیت پر الزام یا تہمت لگانا اور ان کے بارے میں بد خبریں اڑانا، رسول اللہ کو رسوا کرنا، رسول اللہ کے دائرہ اختیار کے فیصلہ کو کسی طور نہ ماننا سنت نبویہ سے انکار کرنا، یہ تعریف توہین رسالت کے مفہوم کو فقہی، قانونی، اور اخلاقی لحاظ سے جامع انداز میں بیان کرتی ہے۔

اسلامی فقہ میں توہینِ رسالت کو ایک سنگین جرم تصور کیا گیا ہے، جس کے بارے میں فقہا نے مختلف ادوار میں تفصیل سے بحث کی ہے۔ تاہم یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ توہینِ رسالت سے متعلق احکام، سزا کی نوعیت، سزا کے نفاذ کی شرائط اور عدالتی طریقہ کار کے حوالے سے فقہ میں اختلافات موجود رہے ہیں۔ مذاہبِ اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) نے توہینِ رسالت کے مسئلے پر اپنے اپنے استنباط کے اصول، نصوصی فہم اور فقہی منہج کے مطابق مختلف آراء قائم کی ہیں۔ ان آراء میں بعض امور پر اتفاق پایا جاتا ہے اور بعض میں اختلاف ہے، مثلاً: مسلمان اور غیر مسلم کے لئے حکم میں فرق، توبہ کی قبولیت، سزا کی نوعیت (حد یا تعزیر)، ثبوت اور گواہی کا معیار، جرم کے تعین میں نیت کا عمل دخل، ارتکاب توہین کے سیاق و سباق کی اہمیت، اور سزا دینے میں ریاست کے اختیار کی حیثیت۔ ان اختلافات نے اس موضوع کو علمی و تحقیقی سطح پر نہایت اہم بنایا ہے۔ عصرِ حاضر میں توہینِ رسالت کے قوانین نہ صرف قانونی نظام کا حصہ بن چکے ہیں اور یہ مسئلہ سیاسی، سماجی اور بین الاقوامی سطح پر بھی شدید بحث و مباحثے کا مرکز بن چکا ہے۔ ریاست کے جدید قوانین، انسانی حقوق، اظہارِ رائے کی آزادی، اقلیتوں کے تحفظ نے اس مسئلے کو

مزید حساس اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہی حلقوں میں اس قانون کی تشریح اور اطلاق کے حوالے سے اختلافات سامنے آ رہے ہیں۔

اس آرٹیکل کا مقصد یہ ہے کہ توہینِ رسالت کے قانون بارے مکاتب فکر کے اختلافات کو مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں تقابلی اور تنقیدی انداز میں واضح کیا جائے۔ بنیادی فقہی مصادر، متون، اور جدید علمی بحث کی روشنی میں یہ جانچنے کی کوشش کی جائے گی کہ مختلف مکاتبِ فکر نے اس مسئلے میں کن اصولوں کو بنیاد بنایا، کن دلائل سے استدلال کیا، اور آج کل کے جدید دور میں ان آراء کے اطلاق کرنے کے کتنے امکانات ہیں۔ اس طرح فقہی تنوع کو سمجھنے میں مدد ملے گی اور توہین رسالت کے قانون میں علمی تحقیق، عدالتی معیار اور ریاستی نظم وضبط کی اہمیت بھی اجاگر کی جائے گی۔ اس علمی، متوازن اور اصولی تحقیق سے قاری اس حقیقت سے روشناس ہو گا کہ اسلامی فقہ میں اختلاف کا مطلب تضاد نہیں بلکہ نصوص کی تعبیر اور استنباط کا تنوع ہے، اور یہی تنوع ہے جس نے اسلامی قانون کو ہر دور میں قابلِ عمل اور زندہ رکھا ہوا ہے۔ اس سے دینی فہم میں بہتری آئے گی اور بلکہ معاشرتی امن، عدالتی انصاف اور مذہبی تقدس کے تحفظ کے لیے بھی یہ تحقیق مفید ثابت ہوتی گی۔

توہین رسالت

اسرار مدنی کہتے ہیں کہ نبی کے خلاف تضحیک آمیز جملے استعمال کرنا، خواہ الفاظ میں، خواہ بول کر، خواہ تحریری، خواہ ظاہری، ان کے بارے میں غیر ایماندار نہ براہ راست یا بالواسطہ بیان دینا جس سے ان کے بارے میں بُرا یا سخت تاثر پیدا ہو یا ان کو نقصان دینے والا تاثر ہو یا ان کے مقدس نام کے بارے میں شکوک وشبہات و مذاق اڑانا، ان سب کی سزا عمر قید یا موت اور ساتھ میں جرمانہ بھی ہو گا۔ ایک مسلمان کے لیے نبی کریم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے آپ ﷺ کی اتباع کرنے سے ہی مسلمان اللہ تعالی کو بھی راضی کر لیتا ہے اور ہمارے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کے اس دنیا میں نمائندے بن کر آئے ہیں آپ نے نہ صرف اللہ تعالی کے احکامات کو بندوں تک پہنچایا ہے بلکہ خود بھی اس پر عمل کیا ہے اس لیے اللہ تعالی نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور آپ کی نافرمانی کو اپنی نافرمانی قرار دیا ہے۔[1]

Blasphemy against the Prophet" refers to:

> *"Any deliberate act of disrespect, insult, or contempt toward the Prophet Muhammad (peace be upon him), whether through speech, writing, imagery, or behavior".*[2]
>
> ترجمہ: "کسی بھی قسم کا جان بوجھ کر کیا گیا عمل جو نبی محمد ﷺ کی بے ادبی، توہین یا تحقیر پر مبنی ہو، خواہ وہ قول، تحریر، تصویر یا رویے کے ذریعے ہو"۔

آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ بھی اللہ تعالی کی رضا سے ادا ہوتے ہیں پیغمبر کی شخصیت ہر گناہ سے معصوم ہوتی ہے اور اللہ تعالی سے محبت کا دعوی کرنے والے پر رسول کی اطاعت اور پیروی لازمی ہے۔ بہت سی قرآن پاک کی ایسی آیات ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی ذات کو اپنی ذات سے مقدم رکھنے کے لیے اہل ایمان کو کہا گیا ہے اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ اپنے ماں باپ اور اہل وعیال سے زیادہ محبت کے حقدار نبی کریم ﷺ کو رکھا جائے نبی

کریم ﷺ کی اطاعت اور اتباع اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک کہ رسول کی محبت سے ہمارے دل بھرے نہ ہوں ۔ضروری ہے کی پہلے یہ جانا جائے کہ کون سے الفاظ اور اعمال توہین رسالت کے دائرہ میں آتے ہیں۔

اسلامی قانون توہین رسالت اور فقہی اختلاف

قرآن میں براہِ راست تو توہینِ رسالت کی دنیاوی سزا بارے مکمل قانون نہیں ہے لیکن **رسول ﷺ کی اہانت اور گستاخی** کو سخت جرم قرار دیا گیا ہے۔فقہا اس جرم کی حرمت بارے قرآنی آیات اور احادیث کی دلیل دیتے ہیں۔

سورہ الاحزاب میں ہے کہ

1۔اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والوں پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے۔[3]

2۔**سورۃ التوبہ (9:61)** میں رسول ﷺ کو اذیت دینے والوں کے لیے دردناک عذاب کا ذکر ہے۔[4]

3. **سورۃ المجادلہ (58:5)** میں اللہ اور رسول کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ذلیل کیے جائیں گے۔[5]

اسی طرح ان احادیث نبویہ / عہد نبوی کے واقعات کی بنیاد پر فقہی قانون کو مرتب کرتے ہیں مثلا

1. **واقعہ کعب بن اشرف**، رسول ﷺ نے اسے قتل کروایا (صحیح بخاری، صحیح مسلم میں مضمون موجود ہے)[6]
2. **واقعہ ابو رافع**، توہین اور جنگی سازش کی وجہ سے قتل کیا گیا۔[7]

3۔**واقعہ نابینا صحابی اور لونڈی**، گستاخی کی وجہ سے قتل کیا گیا (سنن ابو داؤد)[8]

اہم فقہی کتب قانون توہین رسالت

اسلامی قانون میں سب سے معتبر کلاسیکی قانونی کتابیں جن میں یہ مسئلہ واضح طور پر موجود ہے:

- **الصارم المسلول علی شاتم الرسول**۔ابن تیمیہ
- **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ**۔ قاضی عیاض
- **المبسوط**۔سرخسی (حنفی)
- **بدائع الصنائع**۔کاسانی (حنفی)
- **المغنی**۔ابن قدامہ، فقہ حنبلی
- **المجموع**۔امام نووی، فقہ شافعی

قانون توہین رسالت میں مسلم اور غیر مسلم بارے دو مباحث

توہین رسالت کا مرتکب مسلم ہو یا غیر مسلم اس لحاظ سے اسلامی فقہ میں دو طرح سے بحث موجود ہے۔

1۔**اگر توہین کا مرتکب مسلمان ہے تو** اکثر فقہاء کے نزدیک یہ **ارتداد (Apostasy)** کے حکم میں داخل ہو سکتا ہے۔اور سزا کا تعلق "مرتد" کے قانون سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

2۔**اگر گستاخی کرنے والا غیر مسلم ہو تو** یہاں مذاہبِ اربعہ میں واضح طور اختلاف موجود ہے۔ بعض کے نزدیک واجب قتل، بعض کے نزدیک تعزیر، بعض کے نزدیک عہد شکنی کی سزا دی جاتی ہے۔

مرتکب توہین رسالت کی توبہ اور سزا بارے چاروں مکاتب فکر (.احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) کے آئمہ کا موقف

اجماعِ فقہاء سے معلوم ہے کہ:

"نبی کریم ﷺ کی صفات، سیرت یا افعال کا غلط موقع پر ذکر کرنا، یا تمسخر، تنقیص یا مزاح کے پیرائے میں لانا، گستاخی کے زمرے میں آتا ہے اگر نیت تحقیر ہو یا کلمات مناسب مقام پر نہ ہوں"۔

ہر وہ شخص جو حضور ﷺ کی ذات اقدس میں عیب اور نقص کا متلاشی ہو یا آپ ﷺ کے اخلاق، کردار، عظمت، سیرت، خصائص واصاف حمیدہ، نسب پاک کی طہارت وپاکیزگی اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین اسلام کی عظمت وحرمت کی طرف کمی، خامی اور عیوب منسوب کرتا ہو تو نہ صرف یہ کہ ضلالت وگمراہی، تاریکی اور ظلمت کی وادی میں بھٹکنا اس کا مقدر بن جاتا ہے۔[9]

آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی توہین رسالت ایک جرم ہے اور اس کی سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ سزا بارے قانون بن چکا ہے۔ محمد طاہر القادری، تحفظ ناموس رسالت میں لکھتے ہیں: "عہد نبوی ﷺ میں گستاخان رسول کی سزا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مبنی بر نیت یا بذریعہ فعل گستاخِ رسول ﷺ کو سزا قتل دی، بشر طیکہ نیتِ تحقیر ثابت ہو۔

امام موسیٰ کاظم روایت کرتے ہیں کہ مدینہ کے عامل زیاد بن عبید اللہ کے دور میں اس نوعیت کا ایک واقعہ پیش آیا اور اس نے مدینہ کے فقہا سے رائے طلب کی تو رائے یہ تھی کہ مجرم کی زبان کاٹ دی جائے یا کوئی اور تعزیری سزا دے دی جائے، تاہم امام جعفر صادق نے کہا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کے مابین فرق ہونا چاہیے، چنانچہ ان کی رائے کے مطابق مجرم کو قتل کر دیا گیا۔[10]

حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کے عہد میں گستاخوں کو کافر قرار دے کر قتل یا سزا کی مثال، فقہاء نے صریح اور ضمنی توہین کو کفر قرار دیا اور قتل کی حد مقرر کی۔ اس موضوع پر امت کا مشترکہ فتویٰ موجود ہے، کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل ہے۔[11]

صحابیوں کی طرف سے گستاخانِ رسول ﷺ کو حد کے طور پر قتل کرنا۔ نیت کا جائزہ لیے بغیر فوری سزا دینا حضرت عمرؓ کے دور میں متعدد واقعات پیش آئے۔[12]

1۔ حنفی مکتبِ فکر

احمد بن علی الرازی الجصاصؒ (305ھ–370ھ) کا تعلق حنفی مکتبِ فکر سے تھا۔ وہ فقہ حنفی کے بڑے امام اور اصولِ فقہ کے ماہر تھے۔ حنفی فقہ میں توہین رسالت (blasphemy) کو ارتداد (apostasy) کے قرینہ سے دیکھا جاتا ہے، اور اس حوالے سے مستند فقہی قول شیخ احمد بن علی الجصاص (احمد الجصاص) کی تحریر میں ملتا ہے۔[13]

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (1143ھ–1225ھ)، جو تفسیر مظہری کے مصنف ہیں۔ گستاخِ رسول ﷺ کے بارے میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کا موقف ہے کہ:

"جو شخص حضور ﷺ کی ذات، دین، نسب، صفات یا کسی بھی طریقے سے ان کی شان پر طعن کرے، خواہ صراحتاً ہو، کنایۃ ہو، تعریض ہو، یا اشارتاً—وہ کافر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور جہنم کا عذاب اس کے لیے تیار ہے"۔[14]

کوئی بھی شخص اگر نبی کریم ﷺ کے بارے میں برا اشارہ کرے، واضح یا چھپے لفظوں میں آپؐ پر اعتراض کرے، یا آپؐ کی ذات یا دین کے بارے میں بری بات کہے، تو وہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور اس کے لیے جہنم کا دردناک عذاب تیار کیا ہے۔[15]

توہین رسالت کو حنفی مکتبہ فکر عمدی گستاخی کے طور پر پہچانتے ہیں۔ یعنی جان بوجھ کے حضور کی شان میں گستاخی کرنا۔ اگر ثابت ہو کہ ملزم نے جان بوجھ کر گستاخی کی، وہ تادیبی سزا (تعزیر) یا حد (جیسے موت) دونوں کے حقدار ہو سکتا ہے۔[16]

جبکہ غیر مسلم ذمی کے لیے اکثر فقہاء سزا قتل قرار دیتے ہیں۔ دیگر مکاتب (مالکی، شافعی، حنبلی) میں عام طور پر توبہ کی اجازت نہیں، مرتکب کی سزا موت ہے۔ برنارڈ وائس ایک امریکی ماہرِ اسلامی قانون ہیں۔ انہوں نے "سبّ الرسول" کے مسئلے کو اصولِ فقہ کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ یعنی اگر گستاخ غیر مسلم ہو، تو معاملہ عہدِ ذمہ کی خلاف ورزی کے طور پر لیا جاتا ہے، اور سزا قتل متعین کی جاتی ہے۔[17]

مختصراً، یہ نقطہ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ حنفی فقہ blasphemy کو ارتداد کے ضمن میں رکھتے ہوئے توبہ کی گنجائش فراہم کرتا ہے، جبکہ اگر توبہ تسلیم نہ ہو یا جرم بھی سخت نوعیت کا ہو، تو سزا یا تو حد کے تحت یا تادیبی حکم کے تحت دی جا سکتی ہے، اور اس میں اسلامی ریاست کو تعزیر کے اختیار کا حق بھی دیا گیا ہے۔ فقہاے احناف نہ صرف ایسے مسائل میں سزاے موت تجویز کرنے سے احتراز کرتے ہیں جہاں نصوص خاموش ہوں، بلکہ ان مسائل میں بھی جہاں نص میں سزاے موت بیان کی گئی ہو، لیکن مجرم کو سزاے موت سے بچانے ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔

توہین رسالت کو حنفی مکتبہ فکر عمدی گستاخی کے طور پر پہچانتے ہیں۔ یعنی جان بوجھ کے حضور کی شان میں گستاخی کرنا۔ اگر ثابت ہو کہ ملزم نے جان بوجھ کر گستاخی کی، وہ تادیبی سزا (تعزیر) یا حد (جیسے موت) دونوں کے حقدار ہو سکتا ہے۔[18]

مختصراً، یہ نقطہ اس طرح بھی بیان کیا گیا ہے کہ حنفی فقہ blasphemy کو ارتداد کے ضمن میں رکھتے ہوئے توبہ کی گنجائش فراہم کرتا ہے، جبکہ اگر توبہ تسلیم نہ ہو یا جرم بھی سخت نوعیت کا ہو، تو سزا یا تو حد کے تحت یا تادیبی حکم کے تحت دی جا سکتی ہے، اور اس میں اسلامی ریاست کو تعزیر کے اختیار کا حق بھی دیا گیا ہے۔

مالکی مکتبِ فکر

قاضی صاحب فقہ مالکی کے بڑے ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔ علمِ حدیث، فقہ، قضاء، اور سیرت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ اُن کی مشہور ترین کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ہے، جو نبی کریم ﷺ کی شان، حقوق، اور آپ ﷺ کی توہین کے احکام پر ایک مستند حوالہ مانی جاتی ہے۔ قاضی عیاض کی "الشفا" مالکی نقطہٗ نظر ظاہر کرتی ہے کہ توہینِ رسالت کی صورت میں "فوراً قتل" ہونا چاہیے۔[19]

جو کوئی نبی کریم ﷺ کی توہین کرے، خواہ وہ واضح ہو یا اشارۃً یا حقارت کے کسی بھی انداز میں ہو—تو وہ گستاخِ رسول کہلائے گا، اور اس کی سزا قتل ہے۔ قاضی عیاض کے مطابق یہ حکم فوری طور پر نافذ العمل ہے، اور ریاست کو اختیار نہیں کہ اسے مؤخر کرے یا توبہ کا انتظار کرے، بالخصوص اگر گستاخ غیر مسلم ہو۔[20]

ان دونوں مالکی ائمہ کی آرا کا مفہوم، اور حوالہ جات دیے جا رہے ہیں۔ امام ابن عبد البر المالکیؒ کی کتاب: التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد میں ابن عبد البر کہتے ہیں:

"تمام مسلمانوں کا اس بات پر متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کو گالی دے یا اُن کی توہین کرے، وہ کافر اس کی سزا قتل ہے"۔[21]

امام القرطبی المالکیؒ اپنی کتاب الجامع لأحکام القرآن (تفسیر قرطبی) میں فرماتے ہیں:

"امام مالکؒ نے فرمایا: جو شخص بھی نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، وہ قتل کیا جائے گا، اور اس سے توبہ بھی نہیں کروائی جائے گی"۔[22]

مسلمان گستاخ کی توبہ قبول نہیں کی جاتی، اور اسے قتل کیا جاتا ہے۔ غیر مسلم گستاخ کو بھی قتل کیا جاتا ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے۔ ان کے فتاویٰ کے مفصل مجموعے 'المدونہ' کی ہے۔ اس میں بے شمار جزوی سے جزوی مسائل کے حوالے سے ان کے فتوے مذکور ہیں، لیکن توہین رسالت کی سزا کے حوالے سے کوئی ایک جزئیہ بھی بیان نہیں ہوا۔ اس سے واضح ہے کہ یہ سزا ان کے نزدیک 'حدود' میں شامل نہیں۔

حنبلی مکتبِ فکر

اہلِ حدیث کی فقہ کہلاتی ہے، کیونکہ اس میں زیادہ زور براہِ راست قرآن و حدیث پر ہے۔ قیاس و رائے کا استعمال بہت محدود ہے۔ صحابہ کرامؓ کے اقوال کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا تعلق حنبلی مکتبِ فکر سے تھا۔ وہ یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی توہین کی سزا قتل ہے، چاہے مرتکب مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ حنبلی مکتبہ فکر کے ابن تیمیہ کے مطابق "سبّ الرسول" کے مرتکب کے لیے سزا قتل ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اور توبہ قبول نہیں کی جاتی۔[23]

ابن تیمیہؒ نے اپنی مشہور کتاب "الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ میں بیان کیا ہے کہ: گستاخِ رسول ﷺ چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم (ذمی)، اس کا قتل واجب ہے، اور یہ حکم اجماعِ امت کے ساتھ ہے۔[24]

فقہائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے تو وہ کافر اور حلال الدم ہے، اور اگر ذمی (غیر مسلم) گستاخی کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ فقہاء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

"اذی، سب اور شتم کا مفہوم سمجھنے کے لئے عرف کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اہل عرف کے نزدیک جو چیز گستاخی، تنقیص اور عیب شمار ہو گی ان سب کو "گالی" کہا جائے گا۔[25]

تفسیر مظہری (تالیف: قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) بالخصوص سورۃ الأحزاب، آیت 57 کی تفسیر کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

کوئی بھی شخص اگر نبی کریم ﷺ کے بارے میں برا اشارہ کرے، واضح یا چھپے لفظوں میں آپؐ پر اعتراض کرے، یا آپؐ کی ذات یا دین کے بارے میں بری بات کہے، تو وہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور اس کے لیے جہنم کا دردناک عذاب تیار کیا ہے۔[26]

مسلمان اور غیر مسلم میں فرق

اگر گستاخ مسلمان ہو تو اسے مرتد (دین سے پھرنے والا) سمجھا جاتا ہے۔ اگر گستاخ غیر مسلم (ذمی) ہو تو اس کا معاہدہ ختم کر کے قتل کیا جا سکتا ہے۔

نیت اور حالات کا فرق

اگر گستاخی جان بوجھ کر کی گئی ہے تو سزا قتل ہے۔ اگر گستاخی نادانی، لاعلمی یا تاویل کی وجہ سے ہو تو بعض علماء کے نزدیک اسے توبہ اور تعزیر (ہلکی سزا) کے ذریعے معاف کیا جا سکتا ہے۔ . جو نبی کریم ﷺ کی اہانت کرے، وہ کافر ہے، اس کا خون جائز ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر... اور اسے توبہ کا موقع دیے بغیر قتل کر دینا چاہیے۔ [27]

ابن قدامہ المقدسی حنبلی اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں کہ جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے، وہ کافر ہے اور اس کا قتل واجب ہے، چاہے وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے۔ [28]

شافعی مکتب فکر

شافعی مکتبِ فکر فقہ اسلامی میں سب سے زیادہ اصولی اور منظم فقہ ہے، جو قرآن و سنت پر مبنی ہے اور اجتہاد کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرتا ہے۔ شافعی مکتب میں گستاخی کو ارتداد سے الگ جرم سمجھا جاتا ہے، لیکن اس پر توبہ قبول کی جاتی ہے یعنی اگر مجرم توبہ کر لے تو سزا سے بری ہو سکتا ہے، اور اگر نہ کرے تو حکماً سزا موت ہے۔ قرآن ← سنت ← اجماع ← قیاس (یہ ترتیب امام شافعیؒ نے واضح کی)۔

امام نظموی (امام نوویؒ) فرماتے ہیں

الزام ارتداد کے بارے میں گستاخی کے بارے میں بتاتے ہوئے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نکاح (شادی) کو باطل کر دیتا ہے۔ اس مفہوم میں، اگر گستاخی کے نتیجے میں ارتداد واقع ہو، تو اس سے شادی بھی منسوخ ہو سکتی ہے۔ نیز جو نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، اگر وہ مسلمان ہو تو کافر ہو جاتا ہے اور قتل کیا جائے گا، اور اگر غیر مسلم ذمی ہو تب بھی قتل واجب ہے، اور اس کی توبہ قبول نہیں"۔ [29]

امام نووی الشافعی؛ مفہوم:

مسلمان گستاخ کی سزا قتل ہے، توبہ کی اجازت نہیں۔ غیر مسلم گستاخ کے ساتھ بھی یہی حکم ہے، چاہے وہ معاہد ہو یا ذمی۔ امام شافعی نے 'الام' میں یہ بات کی ہے کہ اہل ذمہ کے ساتھ یہ شرط طے کی جائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی تعلیمات کے بارے میں کوئی نارو ابات نہیں کریں گے ورنہ اس کو دی جانے والی امان کالعدم سمجھی جائے گی اس کی جان و مال مباح ہو جائے گی۔ [30]

شافعی علماء عام طور پر توبہ قابلِ قبول سمجھتے ہیں، بشرطیکہ گستاخی ارتداد کی حیثیت اختیار نہ کرے یا نبی ﷺ کی موت کے بعد ہو۔ ابن حجر حَیتمیؒ کے نزدیک، گستاخی کی سزا موت ہے اور معافی کا حق صرف نبی ﷺ کو تھا، جو فوت ہو چکے۔ [31]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی مشہور کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول گستاخ رسول ﷺ کے احکام پر ایک تفصیلی فقہی و حدیثی تحقیق ہے، جس میں وہ یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی توہین کی سزا قتل ہے، چاہے مرتکب مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ گستاخِ رسول ﷺ چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم (ذمی)، اس کا قتل واجب ہے، اور یہ حکم اجماعِ امت کے ساتھ ہے۔[32]

فقہائے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے تو وہ کافر اور حلال الدم ہے، اور اگر ذمی (غیر مسلم) گستاخی کرے تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ فقہاء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔[33]

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

"اذی، سب اور شتم کا مفہوم سمجھنے کے لئے عرف کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ اہل عرف کے نزدیک جو چیز گستاخی، تنقیص اور عیب شمار ہو گی ان سب کو "گالی "کہا جائے گا"۔[34]

تفسیر مظہری (تالیف: قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ) بالخصوص سورۃ الاحزاب، آیت 57 کی تفسیر کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

کوئی بھی شخص اگر نبی کریم ﷺ کے بارے میں برا اشارہ کرے، واضح یا چھپے لفظوں میں آپؐ پر اعتراض کرے، یا آپؐ کی ذات یا دین کے بارے میں بری بات کہے، تو وہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور اس کے لیے جہنم کا دردناک عذاب تیار کیا ہے۔[35]

عمومی اسلامی فقہ کی طرح، گستاخ کے لیے سزا متعین ہے، لیکن بیش تر علماء واضح کرتے ہیں کہ آیا ملزم مسلم یا غیر مسلم ہے، اور آیا وہ جان بوجھ کر گستاخی کر رہا تھا یا نہیں۔ تاہم، مجموعی طور پر گستاخی پر شدید سزا کی اہلیت مستند تسلیم کی جاتی ہے۔

- اگر گستاخ مسلمان ہو تو اسے مرتد (دین سے پھرنے والا) سمجھا جاتا ہے۔
- اگر گستاخ غیر مسلم (ذمی) ہو تو اس کا معاہدہ ختم کر کے قتل کیا جا سکتا ہے۔
- اگر گستاخی جان بوجھ کر کی گئی ہے تو سزا قتل ہے۔
- اگر گستاخی نادانی، لاعلمی یا تاویل کی وجہ سے ہو تو بعض علماء کے نزدیک اسے توبہ اور تعزیر (ہلکی سزا) کے ذریعے معاف کیا جا سکتا ہے۔

جو نبی کریم ﷺ کی اہانت کرے، وہ کافر ہے، اس کا خون جائز ہے، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر... اور اسے توبہ کا موقع دیے بغیر قتل کر دینا چاہیے۔

ابن قدامہ المقدسی حنبلی اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں:

جو مسلمان رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے، وہ کافر ہے اور اس کا قتل واجب ہے، چاہے وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے۔[36]

جرمن اسلامیات کی سکالر برگِٹ کراویٹز (Birgit Krawietz) کا وہ مضمون جس میں انہوں نے امت کے چار اہم فقہی مکاتب (احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ) میں "سبّ" یعنی نبی ﷺ کی توہین کے فقہی احکام کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے، اور جو Brill, Leiden کی سیریز میں شائع ہوا ہے۔ موقف: برگِٹ کراویٹز ایک جرمن اسلامک اسٹڈیز اسکالر ہیں۔ انہوں نے

اپنے مضمون میں حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی مکاتب میں "سبّ (نبی ﷺ کی توہین) کے فقہی احکام کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ صحاح ستہ کی چھ میں سے تین کتابوں یعنی صحیح مسلم، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ کے متعلقہ ابواب میں توہین رسالت کی سزا سے متعلق نہ کوئی روایت نقل کی گئی ہے اور نہ عنوان قائم کیا گیا ہے، حالانکہ کعب بن اشرف اور ابن خطل کے قتل کے جن واقعات سے اس سزا کے حق میں کسی حد تک استدلال کیا جا سکتا ہے، وہ انھی کتابوں میں دوسرے مقامات پر موجود ہیں۔ [37]

قانون توہین رسالت پر مرتکب کی توبہ اور سزا بارے چاروں مکاتب فکر میں اختلاف موجود ہے۔ ان کی بنیادی فقہی پوزیشن درج ذیل ہے:

حنفی فقہ

- اگر مسلمان گستاخ ہو تو اکثر کے نزدیک **مرتد ہے اور اسکی** سزا قتل (اگر توبہ قبول نہ ہو) ہے۔
- اگر غیر مسلم مرتکب ہے تو قتل لازمی نہیں، **تعزیر** نافذ ہو گی یا معاہدہ ختم ہونے کا امکان ہو گا۔

مالکی فقہ

- مرتکب مسلمان یا غیر مسلم کوئی بھی گستاخ ہو تو عموماً مرتکب کو **قتل** کی سزا ہے۔
- توبہ کے باوجود سزا کے بارے میں سخت موقف ہے۔

شافعی فقہ

- اگر مسلمان گستاخ ہے تو قتل کیا جائے مگر توبہ کی بحث موجود ہے۔
- غیر مسلم گستاخ ہو تو بعض صورتوں میں قتل کیا جائے گا۔

حنبلی فقہ

- اکثر حنبلی فقہاء کے نزدیک سزا سخت ہے، توہین کو ناقابلِ برداشت جرم سمجھا گیا ہے۔

چاروں مکاتبِ فکر (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کا مرتکب کی حیثیت، جرم، توبہ اور سزا بارے جامع تقابل

1۔حنفیہ: سب سے زیادہ تفصیل پسند؛ نیت، الفاظ، سیاق و سباق، اور ثبوت پر زور۔ مرتد۔ تعزیر یا قتل دونوں ممکن بشرط عمد۔

کتب: الفتاویٰ الہندیہ، بدائع الصنائع، القدوری

2۔شافعیہ: قطعیت کے ساتھ قتل کا حکم قطعا۔ مرتد۔ مسلمان یا غیر مسلم کی تخصیص نہیں۔ توبہ غیر مؤثر۔

کتب: الشافعی، روضۃ الطالبین، الشفا (عیاض)

3۔مالکیہ : سب سے سخت۔ مرتد۔ فوراً قتل۔ گستاخ کی توبہ بھی قبول نہیں، چاہے وہ مسلمان ہو یا ذمی

کتب: الشفا، التمہید، تفسیر قرطبی، المدونہ۔

4۔حنابلہ : ابن تیمیہ اور ابن قدامہ کے مطابق مرتد۔ قتل واجب، قطعیت کے ساتھ، بغیر توبہ کا اثر۔

جمہور فقہا؛ ان کا موقف یہ ہے کہ اس جرم کی سزا ہر حال میں یہ ہے کہ مجرم کو قتل کر دیا جائے، جبکہ فقہائے احناف کا رجحان یہ ہے کہ عام حالات میں اس جرم پر سزائے موت دینے کے بجائے ایسی تعزیری سزا پر اکتفا کرنا چاہیے جو مجرم کو آئندہ اس جرم کے ارتکاب سے روکنے میں موثر ہو، البتہ اگر اس جرم کا ارتکاب علانیہ ہو اور اس میں سرکشی کا عنصر بھی شامل ہو جائے اور خاص طور پر اگر مجرم اسے ایک عادت اور معمول کے طور پر اختیار کر لے تو اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

تقابلی جدول

نمبر شمار	مکتبہ فکر	تاکید/زور	جرم کی حیثیت	سزا	معتبر کتب
1	حنفی	نیت، سیاق و سباق الفاظ ،ثبوت	ارتداد	تعزیر یا قتل	الفتاویٰ الہندیہ، بدائع الصنائع، القدوری
2	شافعی	توبہ غیر موثر	ارتداد	قتل	الشافعی، روضۃ الطالبین، الشفا (عیاض)
3	مالکی	سب سے سخت، توبہ نا قابل قبول	ارتداد	فوراً قتل	الشفا، التمہید، تفسیر قرطبی، المدونہ
4	حنبلی	توبہ بے اثر	ارتداد	واجب قتل	المغنی۔

پاکستان میں قانون توہین رسالت پر غالب مکتبہ فکر

پاکستانی قانون (خصوصاً توہینِ رسالت سے متعلق دفعات) مجموعی طور پر فقہِ حنفی کے موقف کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ پاکستان کے عدالتی نظام اور قانون سازی میں تاریخی طور پر حنفی فقہ کو بنیادی رہنمائی حاصل رہی ہے۔

لیکن یہ بات بھی اہم ہے کہ:

- پاکستانی تعزیراتِ پاکستان (PPC) کی دفعات 295A-، 295B-، 295 C-وغیرہ صرف فقہی متن نہیں بلکہ جدید ریاستی قانون ہیں۔
- ان قوانین کی تعبیر میں عدالتیں صرف حنفی فقہ نہیں بلکہ عمومی اسلامی اصول، دیگر فقہی مذاہب، اور پاکستانی عدالتی نظائر کو بھی دیکھتی ہیں۔

مختصر یہ کہ پاکستانی قانون کا جھکاؤ فقہِ حنفی کی طرف زیادہ ہے، مگر عدالتی عمل میں یہ مکمل طور پر کسی ایک فقہی مسلک تک محدود نہیں ہیں۔

خلاصہ بحث

اس آرٹیکل نے توہینِ رسالت کے قانون کے کلاسیکی اور معاصر فقہی پہلوؤں کا ایک تقابلی و تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے، جس میں چاروں مکاتبِ فکر (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے بنیادی موقف، دلائل، اور اختلافات کو منظم انداز میں واضح کیا گیا ہے۔ تحقیق

کا مرکزی مقصد یہ ہے کہ اسلامی فقہ میں توہینِ رسالت کے جرم کی شرعی حیثیت، سزا کی نوعیت، نفاذ کی شرائط، توبہ کی قبولیت، ثبوت کا معیار، اور ریاستی اختیار کو سمجھا جائے۔

آرٹیکل میں واضح کیا گیا ہے کہ قرآن مجید میں توہینِ رسالت کی دنیاوی سزا کا کوئی مکمل قانونی خاکہ براہ راست موجود نہیں، مگر رسول ﷺ کی اہانت اور تحقیر کو شدید جرم قرار دینے والی آیات اور متعدد نبوی واقعات، فقہا کے استدلال کی بنیاد بنے۔ اسی بنیاد پر بعد کے فقہا نے اس جرم کو بعض صورتوں میں ارتداد اور بعض صورتوں میں عہد شکنی یا تعزیر کے تحت رکھا۔

اس تحقیق میں ایک اہم علمی نکتہ یہ سامنے آیا ہے کہ چاروں مکاتبِ فکر اس بات پر متفق ہیں کہ ناموسِ رسالت کا تحفظ اسلامی روایت کا مسلمہ اصول ہے، لیکن اختلاف اس امر میں ہے کہ اس جرم کی سزا کو حد قرار دیا جائے یا تعزیر، نیز یہ کہ سزا کے نفاذ کے لیے نیت، سیاق وسباق، اور شہادت کا معیار کس حد تک لازمی ہے۔

تحقیق کے مطابق فقہی اختلافات بنیادی طور پر درج ذیل امور کے گرد گھومتے ہیں: مسلمان اور غیر مسلم مجرم کے حکم میں ہے کہا گر گستاخ مسلمان ہو تو اکثر فقہا اسے ارتداد کے حکم میں داخل کرتے ہیں، لیکن غیر مسلم کی صورت میں اختلاف نمایاں ہے۔ بعض فقہا اسے عہدِ ذمہ کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں، جبکہ بعض کے نزدیک یہ جرم مستقل طور پر قتل کا موجب ہے۔ توبہ کی قبولیت یا عدم قبولیت کے بارے میں مالکی اور حنبلی فقہ میں عمومی رجحان یہ ہے کہ گستاخ کی توبہ سزا کو ختم نہیں کرتی، جبکہ حنفی فقہ میں نسبتاً زیادہ گنجائش پائی جاتی ہے اور بعض حالات میں توبہ کو قابلِ قبول سمجھا گیا ہے۔ شافعی فقہ میں بعض پہلوؤں سے سختی اور بعض جگہ علمی اختلاف کی صورت موجود ہے۔ سزا کی نوعیت: قتل بطور حد یا تعزیر کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ مالکیہ اور حنابلہ میں قتل کو زیادہ قطعی اور فوری سزا سمجھا گیا ہے، جبکہ احناف کے ہاں سیاق وسباق، نیت اور جرم کی شدت کو دیکھ کر تعزیر یا قتل دونوں کی گنجائش بیان کی گئی ہے۔ جہاں تک ریاستی اختیار اور عدالتی طریقہ کار کا تعلق ہے تو تحقیق کے مطابق جدید دور میں سب سے اہم سوال یہ ہے کہ سزا کا نفاذ فرد کرے یا ریاست؟ فقہی اصولوں کی روشنی میں نتیجہ یہ نکالا گیا کہ سزا کا نفاذ صرف ریاستی عدالت اور قانونی نظام کے ذریعے ہونا چاہیے، کیونکہ بغیر عدالتی عمل کے یہ مسئلہ فساد اور انتشار پیدا کر سکتا ہے۔

تنقیدی تجزیہ

آرٹیکل کا تنقیدی پہلو یہ واضح کرتا ہے کہ اگرچہ فقہی روایت میں توہینِ رسالت کو سنگین جرم مانا گیا، لیکن قانونی نفاذ کے لیے شرائط و ضوابط ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ اس لیے فقہی اختلافات تضاد نہیں بلکہ اجتہادی تنوع کی علامت ہیں۔ اسی تنوع نے اسلامی فقہ کو مختلف معاشرتی حالات میں قابلِ عمل رکھا۔ مزید یہ کہ معاصر دور میں انسانی حقوق، آزادی اظہار، اقلیتوں کے تحفظ اور جدید ریاستی قانون کے دباؤ نے فقہا اور جدید محققین کو مجبور کیا ہے کہ وہ کلاسیکی آراء کو ریاستی قانون، عدالتی معیار، اور سماجی امن کے تناظر میں دوبارہ سمجھیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ فقہی موقف میں سختی کے باوجود عملی اطلاق میں عدالتی ثبوت، نیت، اور قانونی احتیاط بنیادی شرط ہیں۔

پاکستانی قانون سے اسلامی توہین رسالت کے قانون کا موازنہ کیا جائے تو تحقیق میں یہ نتیجہ سامنے آیا کہ پاکستان میں توہینِ رسالت کے قوانین مجموعی طور پر فقہِ حنفی کے زیادہ قریب محسوس ہوتے ہیں، کیونکہ ریاستی قانون سازی میں تاریخی طور پر

احناف کے اصول غالب رہے ہیں۔ تاہم عدالتی عمل میں پاکستان کی عدالتیں صرف حنفی موقف تک محدود نہیں رہتیں بلکہ عمومی اسلامی اصول اور دیگر فقہی مکاتب کے دلائل سے بھی استدلال کرتی ہیں۔

آخر میں آرٹیکل یہ ثابت کرتا ہے کہ توہینِ رسالت کے مسئلے میں اصل مقصد ناموسِ رسالت کا تحفظ ہے، مگر سزا کے نفاذ، توبہ کی حیثیت، اور قانونی طریقہ کار کے بارے میں فقہی مکاتب میں واضح اختلافات موجود ہیں۔ یہی اختلاف اسلامی فقہ کے زندہ، متحرک اور اجتہادی ہونے کا ثبوت ہے، اور جدید دور میں اس مسئلے کو جذباتی نہیں بلکہ عدالتی، علمی اور اصولی انداز میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حوالاجات

[1] مولانا محمد اسرار مدنی، ارتداد اور توہینِ رسالت (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، 1991)، 5–38۔

[2] Heiner Bielefeldt, Freedom of Religion or Belief: Thematic Reports of the UN Special Rapporteur, 2010–2016 (Geneva: United Nations Human Rights Council, 2016), Accessed July 19, 2025.
https://digitallibrary.un.org/record/819268?ln=en&v=pdf

[3] القرآن الکریم، سورۃ الأحزاب، 33:57۔

[4] القرآن الکریم، سورۃ التوبہ، 9:61۔

[5] القرآن الکریم، سورۃ المجادلہ، 58:5۔

[6] محمد بن اسماعیل البخاری، *صحیح البخاری*، کتاب المغازی، باب قتل کعب بن الأشرف، حدیث نمبر 4037
مسلم بن الحجاج، *صحیح مسلم*، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل کعب بن الأشرف، حدیث نمبر 4664۔

[7] محمد بن اسماعیل البخاری، *صحیح البخاری*، کتاب المغازی، باب قتل أبي رافع عبد الله بن أبي الحقیق، حدیث نمبر 4038

[3] ابو داود سلیمان بن الأشعث، *سنن ابو داود*، کتاب الحدود، حدیث نمبر (Narrated Abdullah ibn Abbas) **4361**

[8]

[9] محمد بن الحسن الطوسي، تهذیب الأحکام في شرح المقنعة (تہران: دار الکتب اسلامیہ، 1920)، 10: 84–85۔

[10] محمد بن الحسن الطوسي، تهذیب الأحکام في شرح المقنعة (تہران: دار الکتب اسلامیہ، 1920)، 10: 84–85

[11] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ (قاہرہ: مکتبۃ دار الحدیث، 2000)132۔

[12] ابن تیمیہ، الصارم المسلول، 115–120

[13] احمد بن علی الجصاص، أحکام القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1994)، 3: 115۔

[14] پانی پتی، تفسیر مظہری، النساء4:65

[15] پانی پتی، تفسیر مظہری، 9: 332۔

[16] محمد علی، اسلامی فقہ میں توہینِ رسالت کے احکام اور ان کا اطلاق (لاہور: مکتبہ دار السلام، 2000)، 112

[17] برنارڈ وائس، اسلامی قانون کی روح (ایتھنز: یونیورسٹی آف جارجیا پریس، 2006)، 145۔

[18] محمد علی، اسلامی فقہ میں توہینِ رسالت کے احکام اور ان کا اطلاق، 112۔

[19] قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2:214

[20] القاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2:267

[21] یوسف بن عبد اللہ ابن عبد البر، التمهید لما في الموطأ من المعاني والأسانید (بیروت: دار الفکر، 1985)، 16: 226۔

[22] محمد بن احمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2003)، 14: 224

[23] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 5–3

[24] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 1:513

[25] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 1:513
[26] پانی پتی، تفسیر مظہری، 9: 332
[27] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 217
[28] عبد اللہ بن احمد ابن قدامہ، المغنی، (بیروت: دار الکتاب العربی، 1997)، 9: 35۔
[29] یحیٰی بن شرف النووی، روضۃ الطالبین (بیروت: دار الفکر، 1995)، 10: 70
[30] محمد بن ادریس الشافعی، الأم (بیروت: دار المعرفۃ، 1990)، 4: 197، 206
[31] قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ، 2:234۔
[32] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 5-3۔
[33] ایضاً، 217
[34] ابن تیمیہ، الصارم المسلول علی شاتم الرسول ﷺ، 1:513
[35] پانی پتی، تفسیر مظہری، 9:332
[36] ابن قدامہ، المغنی، 9:35
[37] احمد بن علی جصاص، مختصر اختلاف العلماء (بیروت: دار البشائر الاسلامیہ، 1995)، 3: 505–506۔